104534 ـ بیوی خاوند سے علیحدگی چاہتی ہے اور خاوند نہیں چاہتا اور حکومت ان کے عقد نکاح کو تسلیم نہیں کرتی

سوال

ایک عورت نے ایک مسلمان شخص سے شادی کی اور جرمنی میں اسلامی عقد نکاح کو سرکاری طور پر تسلیم نہیں کیا جاتا، اب عورت اپنے خاوند سے طلاق حاصل کرنا چاہتی ہے لیکن خاوند طلاق نہیں دینا چاہتا وہ کہتا ہے کہ وہ عورت استطاعت نہیں رکھتی، ہمیں کیا کرنا چاہیے ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

جب عقد نکاح کی شروط اور ارکان پورے ہوں تو عقد نکاح صحیح ہے، چاہے وہ سرکاری طور پر رجسٹر نہ بھی کرایا گیا ہو.

لیکن یہاں یہ تنبیہ کرنا ضروری ہے کہ سرکاری طور پر نکاح رجسٹر کرانے میں کوتاہی اور سستی نہیں کرنی چاہیے تا کہ اس کے نتیجہ میں یہ کھیل نہ بن جائے، یا پھر خاوند اور بیوی میں سے کوئی ایک اس عقد نکاح سے انکار نہ کر سکے.

دوم:

بغیر کسی شدید ضرورت و حاجت کے عورت کے لیے طلاق کا مطالبہ کرنا جائز نہیں.

ثوبان رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس عورت نے بھی بغیری کسی تنگی اور ضرورت کے اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ کیا تو اس پر جنت کی خوشخبو حرام ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1187) سنن ابو داود حدیث نمبر (2226) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

شیخ محمد بن صالح عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال دریافت کیا گیا:

کیا کوئی ایسی شرعی دلیل ملتی ہے جس میں بغیر کسی شرعی سبب کے طلاق کا مطالبہ کرنے والی پر لعنت کی گئی ہو؟

شیخ کا جواب تھا:

" لعنت والی حدیث تو مجھے یاد نہیں، لیکن اس سلسلہ میں شدید قسم کی وعید ضرور آئی ہے اور وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے:

" جس عورت نے بھی بغیر کسی تنگی و ضرورت کے طلاق کا مطالبہ کیا تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

یہ بہت شدید وعید ہے؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان کیا ہے کہ اس عورت پر جنت کی خوشبو حرام ہے، چنانچہ یہ بہت شدید وعید ہے، اس لیے عورت پر واجب ہے کہ وہ اپنے متعلق اللہ کا ڈر اختیار کرے، اور اپنے خاوند کے بارہ میں بھی اللہ کا تقوی اختیار کرے، اور کسی شرعی سبب کے بغیر طلاق کا مطالبہ مت کرے.

لیکن بعض اوقات عورت اپنے خاوند کو ناپسند کرنے کی وجہ سے خاوند کے ساتھ رہنے پر صبر نہیں کر سکتی، جیسا کہ ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی تھی، اور اس کا قصہ آگے بیان ہوا گا.

دیکھیں: لقاءات الباب المفتوح (8) سوال نمبر (18).

یہاں اس پر متنبہ رہنا چاہیے کہ عورت کے لیے ممنوع تو یہ ہے کہ وہ بغیر کسی تنگی و حاجت کے طلاق کا مطالبہ کرے، لیکن اگر وہ خاوند کے کسی اخلاقی برائی کی بنا پر یا پھر حقوق زوجیت میں کوتاہی کی وجہ سے خاوند کے ساتھ رہنے کو ناپسند کرتے ہوئے طلاق مانگتی ہے تو اس کے لیے جائز ہے.

اور طلاق کے ساتھ ساتھ وہ اپنے سارے مالی حقوق بھی حاصل کریگی، لیکن اگر یہ ناپسندیدگی اس کی اپنی جانب سے ہو اور خاوند کی جانب سے نہ ہو اور خاوند میں دینی یا اخلاقی عیب کے بغیر وہ اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کی استطاعت نہ رکھتی ہو تو وہ طلاق کا مطالبہ نہیں کریگی بلکہ وہ خاوند سے خلع حاصل کریگی.

اس طرح بیوی اپنے خاوند کو سارا مہر ادا کریگی اور اس پھر خاوند اسے چھوڑ دیگا.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ سے درج ذیل سوال کیا گیا:

ایك شخص نے شادی کی اور کچھ ایام کے بعد ہی بیوی نے اس سے طلاق کا مطالبہ کر دیا، حالانکہ خاوند اسے اپنی

عصمت میں رکھنا چاہتا تھا، تو وہ بیوی کو دخول کے بعد کہنے لگا: اگر تم چاہتی ہو تو خلع لے لو، چنانچہ بیوی نے معاملہ عدالت میں پیش کر دیا اور طلاق حاصل کر لی، حالانکہ وہ بیوی کو اپنے ساتھ رکھنا چاہتا تھا، تو کیا یہ طلاق واقع ہو جائیگی ؟

شیخ رحمہ اللہ کا جواب تھا:

" اس عورت نے اپنے خاوند سے خلع طلب کیا ہے - اور خلع یہ ہے کہ: خاوند اپنی بیوی کو کسی معاوضہ کے عوض میں جدا کرے، چاہے وہ عوض بیوی ادا کرے یا پھر اس کے والد کی جانب سے ہو، یا کسی اور اجنبی شخص کی جانب سے - ہم کہتے ہیں:

اول:

عورت کے لیے اپنے خاوند سے شرعی سبب کے بغیر طلاق کا مطالبہ کرنا حلال نہیں؛ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس عورت نے بھی اپنے خاوند سے بغیر کسی تنگی و حاجت کے طلاق مانگی اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

لیکن اگر طلاق طلب کرنے کا کوئی شرعی سبب ہو مثلا بیوی اپنے خاوند کو اس کے دین میں خرابی کی وجہ سے ناپسند کرتی ہو، یا پھر اس کے اخلاق کی وجہ سے، یا پھر وہ اس کے ساتھ نہ رہ سکتی ہو اگرچہ دو دینی اور اخلاقی طور پر صحیح ہو تو اس صورت میں طلاق طلب کرنے میں کوئی حرج نہیں.

لیکن اس حالت میں وہ خاوند سے خلع حاصل کریگی یعنی خاوند اسے جو کچھ دیا ہے وہ اسے واپس کریگی اور پھر نکاح فسخ کر دیا جائیگا.

اس کی دلیل یہ ہے کہ:

ثابت بن قیس رضی اللہ تعالی عنہ کی بیوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگی:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو میں ثابت بن قیس کے دین میں عیب لگاتی ہوں اور نہ ہی اخلاق میں لیکن میں اسلام میں کفر کو ناپسند کرتی ہوں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" کیا تم اس کا باغ واپس کرتی ہو ؟

ثابت بن قیس نے بیوی کو باغ مہر میں دیا تھا.

وہ کہنے لگی: جی ہاں اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم.

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ثابت تم باغ قبول کر کے اسے ایك طلاق دے دو "

اس قصہ سے علماء کرام نے یہ اخذ کیا ہے کہ اگر عورت اپنے خاوند کے ساتھ رہنے کی استطاعت نہ رکھتی ہو تو عورت کا ذمہ دار اور ولی اس کے خاوند سے خلع دینے کا مطالبہ کر سکتا ہے، بلکہ وہ اسے اس کا حکم دے.

بعض علماء کا کہنا ہے: اس سے خلع کرنا لازم ہے؛ کیونکہ اس حالت میں اس پر کوئی ضرر اور نقصان نہیں؛ کیونکہ اس نے جو مہر اسے دیا ہے وہ اسے واپس مل جائیگا، اور اسے راحت دیگا.

لیکن اکثر علماء کرام کا کہنا ہے:

اس سے خلع کرنا لازم نہیں آتا، لیکن اس کے لیے خلع کرنا مندوب ہوگا اور اسے اس کی رغبت دلائی جائیگی، اور خاوند کو کہا جائیگا:

" جس کسی نے بھی کوئی چیز اللہ کے لیے چھوڑی تو اللہ تعالی اسے اس کا نعم البدل عطا فرمائیگا "

میری رائے میں اب ہمارے سامنے ایك مشکل ہے: اس عورت کا اس شخص کی عصمت میں رہنا اسے کسی دوسرے شخص سے شادی کرنے میں رکاوٹ اور مانع ہے، اور عدالت کے فیصلہ کے مطابق اسے خاوند سے طلاق حاصل ہوئی ہے، اور جب اس کی عدت ختم ہو جائے تو اس کے لیے شادی کرنا جائز ہوگا میری رائے یہ ہے کہ اس مشکل سے نکلنے کے لیے اہل خیر اور اصلاح پسند افراد کو آگے بڑھ کر اس مسئلہ کو حل کرنا چاہیے تا کہ وہ خاوند اور بیوی کے مابین صلح کرائیں.

وگرنہ بیوی کو چاہیے کہ وہ اپنے خاوند کو عوض ادا کرے تا کہ یہ شرعی طور پر خلع ہو جائے " انتہی

دیکھیں: لقاءات الباب المفتوح (54) سوال نمبر (1).

خلاصہ یہ ہوا کہ:

خاوند اور بیوی کے مابین ۔ جیسا کہ ظاہر ہے ۔ عقد نکاح صحیح ہے، اور بغیر شرعی ضرورت کے بیوی کے لیے خاوند سے طلاق طلب کرنا جائز نہیں، اگر تو بیوی اپنے خاوند کی وجہ سے اس کے ساتھ رہنا پسند نہیں کرتی تو وہ طلاق کا مطالبہ کر سکتی ہے اور اپنے سارے حقوق بھی حاصل کریگی.

لیکن اگر خاوند کے ساتھ رہنے کی ناپسندیدگی کا سبب بیوی کی جانب سے ہے تو پھر وہ خاوند سے خلع لے سکتی ہے اور بہتر یہی ہے کہ خاوند خلع کو قبول کر لے اور اس سے انکار نہ کرے.

ہم دونوں کو یہی مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے لیے اہل علم اور اہل خیر و صلاح جو حکمت بھی رکھتے ہوں اور اصلاح کرانے والے ہوں کو درمیان میں ڈالیں، اور اگر معاملہ کسی بند راہ پر پہنچ جائے اور ان کی آپس میں صلح نہ ہو تو وہ عورت کسی اور سے اس بنا پر شادی نہیں کر سکتی کہ جرمن حکومت اس نکاح کو تسلیم نہیں کرتی.

بلکہ اس کے اور خاوند کے مابین کتاب و سنت کے مطابق علیحدگی ہونا ضروری ہے، اس صورت میں خاوند اور بیوی دونوں ہی کسی اسلامك سینٹر جا کر اپنی مشکل کو شرعی احکام کے مطابق حل کروائیں.

واللہ اعلم .